مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور پاکستان

جلد ۳۵ | ۱۵ رمضان ۱۴۰۴ھ | جمعۃ المبارک | ۱۵ جون ۱۹۸۴ء | شمارہ ۴۶

مندرجات

مدیر مسئول: محمد عطاء اللہ حنیف

مدیر: حافظ صلاح الدین یوسف، علیم ناصری ایم اے

محمد سلیمان انصاری

سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر سے: ۲۰ پونڈ

بسلسلۂ تعاون دار الدعوۃ السلفیہ و ہفت روزہ الاعتصام لاہور

مولانا محمد سلیمان انصاری کا دورہ

احباب جماعت بخوبی جانتے ہیں کہ مولانا محمد سلیمان انصاری منیجر ہفت روزہ "الاعتصام" ہر سال اصحاب خیر کی طرف سے تعاون حاصل کرنے کے لئے رمضان المبارک میں مختلف مقامات کا دورہ کرتے ہیں۔ امسال بھی حسب سابق مولانا موصوف آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ حسب معمول فراخدلانہ تعاون فرمائیں گے۔

واضح رہے کہ ادارہ ہذا کے کئی شعبے ہیں، جن میں ایک ہفت روزہ "الاعتصام" ہے۔ یہ اخبار جماعت کا قدیم ترجمان اور مسلک اہل حدیث یعنی خالص قرآن و حدیث کا داعی ہے۔ الحمدللہ اس کا علمی معیار بھی اہل علم میں مسلّم ہے۔ اس کے ظاہری معیار میں بھی اضافہ کرنے میں ادارہ ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

دُوسرا شعبہ "المجلس العلمی السلفی" ہے جس کے تحت تصنیف و تالیف اور ترجمہ و اشاعت کا کام کیا جاتا ہے۔ یہ مجلس کئی کتابیں مرتب و مدون کر کے شائع کر چکی ہے جس میں "منتقی الاخبار" مترجم (اردو۔ عربی) "تنقیح الرّواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ربع ثالث" "حدِ رجم کی شرعی حیثیت اور مغالطات و شُبہات کا ازالہ" وغیرہ جیسی اہم کتابیں نمایاں ہیں اور بہت سی کتابیں اس وقت ترتیب و تسوید اور نظر ثانی کے مرحلے میں ہیں۔

تیسرا شعبہ "سلفیہ لائبریری" ہے۔ جس میں حسب ضرورت کتابوں کی خرید، ان کی تجلید، اور ان کی ترتیب وغیرہ کے اخراجات کے لئے بھی ایک معقول فنڈ کی ضرورت رہتی ہے۔

چوتھا شعبہ مدرسہ حفظ و ناظرۂ قرآن مجید ہے۔ جس کے لئے ایک مستقل قاری صاحب کی خدمات حاصل ہیں۔

(ان تمام چیزوں کی ضروری اور مناسب تفصیل گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے)

اس لئے احباب جماعت سے اُمید ہے کہ وہ ادارے کے مذکورہ تمام شعبوں کے لئے مولانا موصوف سے زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں گے تاکہ ادارہ پُوری خوش اسلوبی سے اپنے عزائم و مقاصد کو بروئے کار لا سکے۔ واجرکم علی اللہ

(محمد عطاء اللہ حنیف مدیر دار الدعوۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھارت میں مسلم کش فسادات

تقسیم ہند اور اس کے بعد بھارت میں مسلمانوں کے خلاف
رت پیدا کر دی گئی تھی وہ آج تک کم نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کی
معقول اکثریت تقسیم ہند کے موقع پر ہندوستان کے مختلف
وں میں اپنے گھروں میں آباد رہی اور پاکستان میں منتقل نہیں ہوئی
انہوں نے بھارت کے نئے آئین کو تسلیم کیا۔ اس کے جھنڈے
وفاداری قائم رکھی۔ حب وطن کے تمام تقاضے دیگر اقوام ہند
طرح پورے کئے اور اب تک کرتے چلے آ رہے ہیں مگر افسوس
کہ ہندو اپنی روایتی کینہ توزی سے اب تک باز نہیں آیا۔ وہ اپنی
یت کے نشے میں آج بھی مسلمانوں کو کسی نہ کسی بہانے قتل
نے اور ان کی جائدادیں لوٹنے کا موقع پیدا کر لیتا ہے۔ گزشتہ
یس سال کے دوران بھارت کے مختلف علاقوں میں سینکڑوں
مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں جن پر دنیا بھر کے ممالک میں احتجاج
جاتا رہا۔ مگر نہ وہاں کی ہندو اکثریت اپنے ہم وطن مسلمانوں کو بحیثیت
مان پھلتا پھولتا دیکھنا پسند کرتی ہے اور نہ وہاں کی حکومت
آج تک ایسا کوئی انتظام کر سکی ہے کہ مسلمانوں کے جان و مال
حفظ کیا جا سکے۔

گزشتہ ماہ مہاراشٹر (جنوبی بھارت) میں مسلمانوں پر
مظالم ڈھائے گئے۔ بھیونڈی (بمبئی) کے نہتے مسلمانوں کو
طرح تہ تیغ کیا گیا اور ان کے گھر جلائے گئے۔ یہ کوئی دور کا واقعہ
ہے۔ مظلوم عورتوں، بچوں اور نوجوانوں کا قتل عام
را۔ مگر حکومت کے مستعد کارندے اس وقت موقع پر
پہنچے جب سب کچھ ہو چکا تھا۔ راستوں، گلیوں اور مکانوں
میں سے لاشوں کا تعفن اٹھنے لگا تھا اور ہنستے بستے گھرانے راکھ
کا ڈھیر ہو چکے تھے۔

دراصل ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام ہندو سیاست
کی ضرورت بن کر رہ گئی ہے۔ اور بلاشبہ حکومت خود اس میں
ملوث ہوتی ہے۔ انتخابات میں حکومتی پارٹی کو شکست ہوتی نظر
آئے تو مسلم کش فساد شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی باغی عناصر ملک کے
کسی حصے میں سر ابھاریں تو مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔
کسی صوبے میں مرکز گریز رجحانات ابھریں تو مسلم کشی ایک ضروری
امر ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی بھارتی پنجاب میں سکھوں کے
ایجی ٹیشن کسی طرح ختم ہوتی نظر نہیں آتی اس لئے مہاراشٹر اور بمبئی
کے علاقوں میں مسلمانوں کو چھریوں تلے لے لیا گیا ہے تاکہ عوام کی
توجہ پنجاب سے ہٹ کر ادھر ہو جائے اور سکھوں کی بغاوت بھی
نرم پڑ جائے۔ نیز اقلیتیں خوفزدہ رہ کر آمادۂ بغاوت نہ ہوں۔

ہمیں سکھوں کے مطالبات یا ان کی بغاوت کے وجوہ و
عوامل سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہم تو حکومتِ ہند کی خدمت میں گزارش
کرنا اپنا فرض منصبی خیال کرتے ہیں کہ اس کو اپنے دستور اور
کانگریسی منشور کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ملک کی مسلم اقلیتوں کا
خاص طور پر تحفظ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دوسری اقلیتیں مذہبی
اور معاشرتی حیثیت میں ہندوؤں سے کچھ زیادہ دور نہیں
ہیں۔ ویسے بھی کانگریس کو جو تقویت (باقی صفحہ ۱۸ پر)

نظم و سیاست

از صوفی نذیر احمد کاشمیری

ملوکیت، جمہوریت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی حدودِ امتیاز

موجودہ حالات

موجودہ دور کے مشہور مورخ "ٹائن بی" نے اپنے مرنے سے چند دن پہلے ایک بیان دیا تھا جو "ریڈرز ڈائجسٹ" میں چھپا تھا۔ بیان تھا کہ آج ساری انسانیت ایک کشتی میں سوار ہے لہٰذا جو فلسفۂ حیات سب کے لئے یکساں مفید نہ ہو وہ آخر کار کسی ایک کے لئے بھی مفید نہ ہو سکے گا۔"

بلاشک و شبہ آج دنیا کے تاریک ترین اور دور افتادہ کونوں کے بادیہ نشینوں سے لے کر دنیا کے متمدن ترین ملکوں کے باشندوں کی حالت میں ایسی یکسانی پیدا ہو چکی ہے اور مزید ہوتی جا رہی ہے کہ اپنی فکری صلاحیتوں سے لے کر اپنی عملی ضروریات کی حد تک انسانی زندگی کے سارے سوال کو ایک جامع نقطۂ نگاہ اور ایک ہی ہمہ جہتی منصوبے کے تحت پورا کرنا ہو گا ورنہ کوئی ایک منچلا مثلاً کیوبا کا موجودہ ڈکٹیٹر یا خود ساختہ مجاہد قذافی یا مسز اندرا گاندھی ایک بٹن دبا کر ساری انسانیت کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گی۔ لہٰذا انسانی بستی اس طرح مجبوراً ایک کنبہ بنتی جا رہی ہے کہ اب اس بستی کو یک مقصد، یک نگاہ، یک عمل ہو کر ہی سفرِ حیات کو طے کرنا ہو گا۔ یہ فلسفۂ حیات کونسا ہے۔ راقم اس کا جواب دینے کے بجائے عنوان میں دیئے ہوئے تین عنوانوں کا صاف اور واضح خلاصہ عرض کر دیتا ہے تاکہ ہر اوسط درجے کا ایماندار انسان خود سے خود فیصلہ کرے کہ اسے اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے کون سے نظام کو کامل یقین کے ساتھ تاحیات قبول کرنا ہے۔ جس طرح کہ صحابہؓ نے پیامِ خاتم الانبیاء کو اس طرح قبول کیا کہ پھر انہیں دنیا کا کوئی ابتلاء اپنی راہ سے ہٹا نہ سکا۔

ملوکیت

راقم آمریت کو بھی ملوکیت میں شامل کر لیتا ہے اس لئے کہ آمریت ملوکیت کی انتہا پسندانہ شکل ہے۔ ملوکیت میں ایک فرد اور اس ک
حواری موالی تمام ذرائع حیات پر قابض ہوتے ہیں اور عوام ک
حیثیت ان کے طفیلیوں کی ہوتی ہے۔ وہ محض نمک حلال او
نمک حرام کے دو دائروں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ڈکٹیٹرشپ م
بھی کچھ ہوتی ہے مگر سختی نرمی کا فرق ہوتا ہے۔ ملوکیت عا
انسانی جذبات سے خالی ہو کر ملوکیت کا جامہ نہیں پہنتی۔ ا
میں انسانی امیال و عواطف کا اثر موجود رہتا ہے۔ موجودہ د
کی آمریت ان امیال و عواطف سے خالی ہو کر ایک مشین ک
طرح بے رحم انداز سے کام کرتی ہے۔ ملوکیت میں عوام کی حا
غلاموں سے ملتی جلتی ہے مگر ڈکٹیٹرشپ میں عوام کی حالت
بھیڑ، بکری، گائے بیل، گھوڑے خچر کی ہوتی ہے۔ ڈکٹیٹر ش
ڈکٹیٹر ہو یا پارٹی ڈکٹیٹر انہیں جہاں چاہے۔ جس طرح چا
استعمال کر سکتا ہے۔ ہٹلر نے ساٹھ لاکھ یہودیوں کو جس طر
تلوار کے گھاٹ اتارا، یا سٹالن نے پانچ کروڑ انسانوں ک
اپنے وطن سے اکھاڑ کر دور دراز ملکوں میں دھکیلتے ہو
جس طرح کروڑوں انسانوں کو نابود کیا وہ ڈکٹیٹرشپ ک
واضح مثال ہے۔ لہٰذا ملوکیت بڑی حد تک اور آمریت
کامل طور پر صرف ایک جبر و قہر کا نظام ہے۔ اس کا سر
جامع فلسفہ ہیگل کا کلی ریاست کا فلسفہ ہے۔ اسی فل
کی رو سے ریاست حق و صداقت کا سب سے بڑا مظ
بلکہ وہ کائنات کا چلتا پھرتا خدا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ نظام انسانی نہیں بلکہ درندگی
نظام ہے جسے انسانی دنیا میں راسخ کیا جا رہا ہے۔

جمہوریت

جمہوریت، ملوکیت آمریت

نظاموں میں مواد کا کوئی بھی فرق نہیں ہے۔ صرف صورت و شکل کا فرق ہے۔ ملوکیت و آمریت میں افرادِ مخصوص کی تمنائیں، اور ہوا و ہوس کام کرتی ہیں۔ ان کا اندرونی مواد بالکل یہی ہے۔ لیکن جمہوریت میں افراد کے بجائے عوام کی تمنائیں اور ہوا و ہوس کام کرتی ہیں۔ کسی اخلاقی و روحانی اصول کی پابندی یا کسی منکر و معروف سے اجتناب آمریت کی طرح کوئی مرکزی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر اس پر بھی ملوک و آمر نیکی و بدی کی نمائش کرتے ہیں تو وہ محض نمود و ریا و تحسین کاری (DECORATION) کے درجے کی چیز ہے۔ اسے اجتماعی منافقت کہنا موزوں ہوگا۔ ویسے اس کا اصطلاحی نام میکیاولی ازم ہے۔ جو تاریخ انسانی کا آج تک کا سب سے زیادہ منظم فلسفۂ نفاق ہے۔ افراد کے نفاق سے چنداں بحث نہیں کرتا بلکہ وہ سیاست کے اجتماعی نفاق کا فلسفہ ہے وہ منافقت کا اتنا ہی جامع فلسفہ ہے جس طرح موجودہ دور کی ہمہ گیر سیاست آج تک کے اجتماعی مظالم کی سب سے جامع شکل ہے۔ صرف ہٹلر و مسولینی کے اعمال کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ ریاست کو خدائے واحد کی طرح معصوم عن الخطا قرار دیتے ہیں۔ ہٹلر کے متعلق بھی یہ بات شہرۂ آفاق ہو چکی تھی کہ فیوہرر (ہٹلر) سے غلطی کا صدور ناممکن ہے۔ لہٰذا ان کا ہر حکم غیر مشروط ماننا ہوتا ہے اور یہ حیثیت قرآن کریم نے خدائے واحد کی بیان کی ہے۔ "خدا اپنے فعل کا کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہے مگر مخلوق کا ہر فرد خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ "لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ"

اور جو ہستی مطلق تمام صفاتِ کمال سے متصف ہے اور ہر نقص و زوال سے منزہ ہے۔ وہ تو قدرت اور بالذات اس حیثیت سے متصف ہے۔ مگر جو مخلوق اپنی پیدائش سے مرنے کے دن تک ہزاروں احتیاجوں اور ضرورتوں میں گھری ہو اس کے متعلق یہ فرض کرنا کہ "ہٹلر و مسولینی و سٹالن سے غلطی ممکن نہیں" باطل محض ہے۔

نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

مندرجہ صدر دونوں نظاموں کے مقابلے نظام خلافت ان معین ترین صداقتوں کا مجموعہ ہے جس کی ہر فرد بشر کو بحیثیت انسان کے ضرورت ہے لہٰذا یہ نظام حق ہر فرد کی تکمیلِ ذات تکمیلِ مقاصد کے لئے ضروری ہے اور اس میں اختلاف اور حزبِ اختلاف کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اس نظام کا مقصد معین و عالمگیر اور ہر انسان کی فطرت کی تکمیل کے لئے یکساں ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اس دنیاوی زندگی کو ایک اخلاقی حیثیت سے گذارے۔ اخلاقی جواز و عدم جواز کی ساری پابندیوں کو رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر اور حتی المقدور اپنے سارے انسانی ماحول پر نافذ و جاری کرتا ہوا حیاتِ اُخروی میں داخل ہو۔ اس کے معین و غیر متبدل اصول یہ ہیں۔

الف:۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

"اللہ کی رسی کو اجتماعی طور پر پکڑ لو اور تفرقہ نہ ہونے دو"

ب:۔ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔ "مشرکوں میں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کے ٹکڑے کر دیئے اور گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے جو کہتے پر اتراتا ہے"

ج:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ الخ "جن لوگوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور گروہ بندی کی آپؐ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے"

د:۔ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ۔ "یہ ساری انسانی بستی ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا میری عبادت کرو۔"

اسی پیغام وحدت سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔

حزبِ اختلاف کا ظہور

اسلام میں سب سے پہلے جس حزبِ اختلاف کا ظہور ہوا وہ عبداللہ بن اُبی کا گروہ تھا اور انہیں اسلام نے تاریخ کا

(باقی صفحہ پر)

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ (ہند)

لیلۃ القدر اور اعتکاف کے فضائل و مسائل

لیلۃ القدر

شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا۔ عزت و حرمت کی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ امن و سلامتی کی رات ہے۔ جس میں عالم کے لئے امن و سلامتی کا پیغام اُترا۔ وہ برکت والی رات ہے جس میں برکاتِ ربانی رحمت آئے آسمانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

"ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔ تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، وہ ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن اور سلامتی لے کر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے"

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (قرآن کریم)

(حدیث نبویؐ) مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (صحیحین)

"جس نے شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے تراویح اور قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس رات میں رحمت الٰہی کا طلبگار ہو اور رحیم و کریم کے سامنے سر نیاز جھکا دے۔ اور خشوع و خضوع سے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ "اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے۔ درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس میرے گناہوں سے درگزر فرما"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا۔ اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں۔ آپ نے ان کو یہی دعا سکھائی (احمد، ترمذی۔ ابن ماجہ)

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ رمضان کے آخر دہے کی راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح و تقدیس، تکبیر و تہلیل، استغفار و ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، نفل نمازوں میں مشغول رہے۔ اور طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

اعتکاف

عبادتِ الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف ہے۔ اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَكِفُ

الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ۔ "آپ ہمیشہ رمضان کے آخر دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ تا آنکہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی۔ آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں"

اعتکاف کرنے والا چونکہ قرب الٰہی کی طلب میں اپنے کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دیتا ہے اور دنیا کے تمام مشاغل سے دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان اشخاص کے مشابہ ہے جن کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے۔ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم) "اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے کرتے ہیں"۔ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (الانبیاء) "رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے" الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ (آل عمران) "اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور ذکرِ خدا میں مشغول رہتے ہیں"۔ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ (الم السجدہ) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور)" ان کی حالت یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کے ساتھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور حمد الٰہی کے ساتھ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان کے پہلو ان کی خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں۔ امید و بیم کی حالت میں اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔" اللہ کی یاد سے خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی"

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ أَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَشَدَّ مِئْزَرَهُ (صحیحین) وعنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ (مسلم) یعنی "جب رمضان کا آخری عشرہ آ جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور کمر ہمت کس لیتے"۔ "اس آخری عشرے میں آپ جتنی کوشش (عبادت و ذکر الٰہی میں) کرتے اتنی دیگر دنوں میں نہیں کرتے تھے"

ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے اعتکاف کر سکتا ہے مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو بیسویں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں چلا جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے اور مسجد کے جس گوشہ میں اس کے لئے اعتکاف کی جگہ متعین کی گئی ہے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اس جائے متعینہ کو اعتکاف کے لئے اختیار کرلے۔

اعتکاف مرد عورت اور نابالغ بھی کر سکتے ہیں مگر عورت کو اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ اعتکاف اپنے شہر یا قصبہ کی جامع مسجد میں کرنا چاہیئے۔ وهو مختار شيخنا العلامة الاجل الشيخ عبدالرحمٰن المباركفوري رحمه الله تعالیٰ كما صرح به في شرح الترمذي

عورت بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے (جیسا کہ ازواج مطہرات مسجد نبوی میں معتکف ہوتی تھیں) مگر اس کے لئے اس کے شوہر یا ذی محرم کی ضرورت ہے۔ زمانہ کے خراب اور پُرفتن ہونے کی وجہ سے علمائے حنفیہ کے نزدیک عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ ان کے نزدیک اس کو اپنے گھر کی مسجد میں یا گھر کی کسی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔

کن اُمور سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور وہ جائز ہیں

مسجد گر جانے یا زبردستی مسجد سے نکال دیئے جانے یا جان و مال کے خوف سے مسجد سے باہر نکل جانا بشرطیکہ دوسری مسجد میں فوراً چلا جائے۔ مسجد میں کسی دوسرے کو ضرورت کے وقت خرید و فروخت کی ہدایت کرنا، نکاح کرنا، عمدہ لباس پہننا، سر میں تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا۔ کوئی دوسرا کھانا لانے والا نہیں ہے اس لئے خود گھر جا کر کھانا لانا۔ پیشاب، پاخانہ کے لئے قریب سے قریب جگہ جانا۔ غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا۔ بعض روایتوں سے جامع مسجد کے علاوہ دوسری ایسی مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ پنجگانہ نماز ہوتی ہو، اعتکاف کرنے کا جواز نکلتا ہے۔ اس لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے اس قدر پہلے جا سکتا ہے کہ خطبہ سے پہلے چار رکعت پڑھ سکے اور نماز فرض کے بعد اس قدر ٹھہر سکتا ہے کہ چار یا چھ رکعت سُنت پڑھ سکے۔

ممنوعات اعتکاف بیوی سے بوس و کنار اور صحبت کرنا۔ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ط "مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے مباشرت وغیرہ نہ کرو۔"

جنازہ اٹھانے یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے واسطے یا بیمار کی عیادت اور تیمارداری کے لئے مسجد سے نکلنا، ہاں اگر بتقاضائے حاجت کے لئے معتکف مسجد سے باہر گیا اور راستہ میں کوئی بیمار مل گیا تو اس سے چلتے چلتے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عائشۃ قالت السُّنَّۃُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَلَا یَشْھَدَ جَنَازَۃً وَّلَا یَمَسَّ اِمْرَاَۃً وَّلَا یُبَاشِرُھَا وَلَا یَخْرُجَ لِحَاجَۃٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْہُ (ابوداؤد)

"معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت کو چھوئے اور

بقیہ:- نظم و سیاست

منافق ترین گروہ قرار دے کر ان کے اَبدی جہنمی ہونے کا اعلان کر دیا۔

دوسرا گروہ عبداللہ بن سبا کا گروہ تھا جنہوں نے وحدت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کے سوال کو اٹھا کر اسلام کے عالمی پروگرام کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ بعد میں انتقام پسند ایرانی بھی ان میں شامل ہو گئے اور وہ ایک مستقل فتنہ بن گیا۔

تیسرا حزب اختلاف کوفیوں کا تھا جنہوں نے حضرت حسینؓ کو ہزار در ہزار مغالطے دے کر اپنے ہاں بلایا اور سارے کنبے کو قتل کرا کے مسلمانوں میں ایک ابدی عناد کی بنیاد رکھ دی۔ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد انہی کوفیوں نے حضرت علی رضؓ کو اس طرح گھیر لیا کہ ہر تعمیری کوشش کو ناکام کرتے ہوئے فساد کو ایک داعیٔ سنت بنا دیا اور یہ سب سلسلہ فساد تھا۔

جس اُمّت کا مقصد حیات معین۔ طریق حیات معین، حقوقِ حیات و فرائضِ حیات معین، ان کا سارا نظام عمل قطعاً وحدانی ہے۔ جس میں حزب اختلاف کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں۔

ایک ضرورت البتہ مرکزی حکومت معیاری رکھنے کے لئے یہ سب ارباب حل و عقد کے لئے ضروری ہے کہ وہ امیر جماعت کو صدیق رضؓ و فاروق رضؓ و خود سرورِ کائنات کے اسی معاشی لائحہ عمل کا پابند رکھیں کہ وہ ضروریات زندگی سے بیت المال کی کسی چیز کو اپنے تصرف میں نہ لائیں۔

لہٰذا جمہوریت کو خلافت علی منہاج النبوت کا مقام دینے کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے وہ یکسر باطل ہے اور تمام دنیا کے علماء کی ایک مجلس شوریٰ بلا کر اس پر آخری فیصلہ کرنے کا عین وقت ہے۔

احکام و مسائل

مولانا محمد عبید اللہ عفیف صدر مدرس دارالحدیث چینیانوالی - لاہور

نمازِ تسبیح باجماعت کی شرعی حیثیت

سوال نمازِ تسبیح باجماعت پڑھنا سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعاملِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اگر ثابت نہیں تو کیا یہ بدعت ہے؟ ایک مولوی صاحب کے نزدیک جس طرح تراویح کا باجماعت پڑھنا صحیح ہے اسی طرح نمازِ تسبیح بھی باجماعت جائز و مستحب ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟ (سائل حافظ محمد اقبال ربانی سیالکوٹ)

الجواب بعون الوهاب واضح ہو کہ حدیث صلوٰۃ تسبیح کی اسنادی حیثیت ہی میں سخت اختلاف ہے۔ نہ صرف اس کی صحت و ضعف میں بلکہ بعض ائمہ نے اس حدیث کو موضوع تک بھی کہا ہے۔

امام عقیلی۔ ابوبکر ابن العربی، نووی۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ۔ ابن الہادی امام مزی اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور امام ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کا راوی موسٰی بن عبدالعزیز مجہول ہے۔ اور بغدادی ابن صلاح، سبکی، سراج الدین بلقینی، حافظ ابن مندہ، منذری، ابوموسٰی۔ مدینی، زرکشی، نووی (تہذیب الاسماء والصفات میں) ابوسعید سمعانی۔ حافظ ابن حجر (خصال المکفرہ میں) ابومنصور، بیہقی اور امام دارقطنی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (مرعاۃ، ج ۲، ص ۲۵۳۔ تحفۃ الاحوذی، ج ۱۔ ص ۳۵۰) معلوم ہوا کہ اس حدیث کی اسنادی حیثیت سخت مخدوش ہے۔

تاہم ہمارے نزدیک تعددِ طرق کی وجہ سے یہ حدیث قابلِ عمل ہے اور نماز تسبیح پڑھ لینا گناہوں کی مغفرت اور بلندیٔ درجات و حسنات کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ لیکن اس کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے مسجد میں باجماعت نماز تسبیح پڑھنا کم از کم شائبہ بدعت سے خالی نہیں۔

اوّل اس لئے کہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بری ہو تو بدعت ہوگی بلکہ وہ عبادات اور اہم طاعات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے ان کو اپنی طرف سے مقید کرنا یا ان کی منقول کیفیت کو تبدیل کرنا یا اپنی طرف سے ان کو خاص اوقات کے ساتھ متعین کر دینا وغیرہ شرعاً بدعت ہی ہوگی۔ اور شریعت اسلامی اس کو برداشت نہیں کرے گی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بین اللیالی ولا تخصوا یومَ الجُمُعۃِ بصیامٍ من بین الأیّام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم (باب کراھیۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم لا یوافق عادتہ، ج ۱ ص ۳۶۱)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کی رات کو دوسری راتوں کے علی الرغم نماز اور قیام کے لئے خاص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں کے مقابلہ میں نفلی روزہ کے لئے خاص نہ کرو۔ مگر ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہے اور جمعہ کا دن بھی اس میں آ جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔"

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ جمعہ کی بزرگی نمازِ جمعہ کی وجہ سے ہے۔ محض اس بزرگی کے سبب جمعہ کی رات کو نوافل کے لئے اور دن کو روزے کے لئے خاص کرنا درست نہیں

(۲) امام ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی غرناطی بدعات کی تعیین اوران کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں و منہا التزام الکیفیات والھیأت المعینۃ کالذکر بھیئۃ الاجتماع علی صوت واحد واتخاذ یوم ولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدا وما اشبہ ذالک ومنہا التزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذالک التعیین فی الشریعۃ کالتزام صیام یوم النصف من شعبان وقیام لیلتہ۔ (الاعتصام للشاطبی ـ ج۱ ص ۲۰)

یعنی " انہی بدعات میں سے کیفیاتِ مخصوصہ اور ہیئاتِ معینہ کا التزام ہے۔ جیسا کہ ہیئتِ اجتماع کے ساتھ ایک آواز پر ذکر کرنا اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو عید منانا وغیرہ اور انہی بدعات میں سے اوقاتِ خاص کے اندر ایسی عبادات معینہ کا التزام کرلینا بھی شامل ہے جن کے لئے شریعتِ اسلامی نے وہ اوقات معین نہیں کئے جیسے پندرہ شعبان کا روزہ اور اس کی پندرہویں رات کی عبادت کا التزام کرنا ہے"

موصوف دوسرے مقام پر مزید لکھتے ہیں فاذا ندب الشرع مثلا الی ذکر اللہ فالتزم قوم الاجتماع علیہ علی لسان واحد وبصوت او فی وقت معلوم مخصوص عن سائر الاوقات لم یکن فی ندب الشرع ما یدل علی ھذا التخصیص الملتزم بل فیہ ما یدل علی خلافہ لان التزام الامور غیر اللازمۃ شرعا شانہا ان تفہم التشریع وخصوصا مع من یقتدی بہ فی مجلہ مع الناس کالمساجد فانہا اذا ظہرت ھذا الاظہار ووضعت فی المساجد کسائر الشعائر التی وضعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المساجد وما اشبہہا کالاذان وصلاۃ العیدین ..... فہم منہا بلا شک انہا سنن اذ لم تفہم منہا الفرضیۃ ...... فصارت من ھذہ الجہۃ بدعا محدثۃ بذالک (الاعتصام ج ۱ ص ۲۰۰)

کہ " جب شریعت نے کسی چیز کو مندوب قرار دیا ہو۔ مثلاً اللہ کا ذکر، سو اگر ایک قوم اس کا التزام کرلے کہ ایک زبان ہو کر ایک ہی آواز سے ذکر کرنے لگ جاتی ہے یا دیگر اوقات کے علاوہ کسی معلوم اور مخصوص وقت کی پابندی کے ساتھ وہ ذکر کرتی ہے تو شریعت کی ترغیب اس میں تخصیص اور التزام پر ہرگز دلیل نہیں ہوگی بلکہ شریعت اس کے خلاف ہوگی کیونکہ جو امور شرعاً لازم نہیں ان کا التزام کرنا دراصل شریعت سازی کا حکم رکھتا ہے۔ بالخصوص جب کہ ان غیر لازم امور کا التزام مساجد کے نامی گرامی ائمہ کرام اپنی مساجد میں شروع کردیں تو وہ امور عوام میں کم از کم سنت کا درجہ ضرور حاصل کرلیں گے۔ لہٰذا اس جہت سے یہ امور بلاشبہ بدعت ہیں"

امام ابن دقیق العید لکھتے ہیں ان ھذہ الخصوصیات بالوقت او بالحال والھیئۃ والفعل المخصوص محتاج الی دلیل خاص یقتضی استحبابہ بخصوصہ وھذا اقرب۔ یعنی " یہ خصوصیاتِ وقت یا حال اور ہیئت اور فعلِ مخصوص کے ساتھ کسی خاص دلیل کی محتاج ہیں"

پھر روافض کی عید غدیر کی تردید کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ وقریب من ذالک ان تکون العبادۃ من جہۃ الشرع مرتبۃ علی وجہ مخصوص فیرید بعض الناس ان یحدث فیہا امرا آخر لم یرد بہ الشرع زاعما انہ یدرجہ تحت عموم فہذا لا یستقیم لان الغالب علی العبادات التعبد وماخذہا التوقیف۔ (احکام الاحکام ج ۱ ص ۱۷۲) " اسی کے قریب یہ

بات بھی ہے کہ کوئی عبادت شریعت میں کسی خاص طریقہ پر ثابت ہو، اور بعض لوگ اس میں کچھ تبدیلی کر دیں اور خیال یہ کریں کہ یہ بھی عموم کے نیچے داخل ہے۔ تو ان کا ایسا خیال درست اور صحیح نہ ہوگا کیونکہ عبادات کے اندر تعبدی طریقہ غالب ہے اور اس کا ماخذ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ سے) اطلاع پائے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔"

مجدد وقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

ومنها التشدد وحقيقته اختيارات عبادات شاقة لم يأمر بها الشارع كدوام الصيام والقيام والتبتل وترك التزوج وان يلتزم السنن والآداب كالتزام الواجبات... فاذا كان هذا المتعمق والمتشدد معلم قوم ورئيسهم ظنوا ان هذا امر الشارع ورضاه وهذا داء رهبان اليهود والنصارى (حجة الله باب احكام الدين من التحريف ج ا ص ۱۲۰) "تحریف دین کے من جملہ اسباب کے ایک یہ سبب ہے کہ دین میں تشدد اختیار کیا جائے۔ اور اس تشدد کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی مشکل عبادات کو اختیار کر لیا جائے جن کے متعلق شارع نے کوئی حکم نہیں دیا۔ مثلاً کوئی دوامی طور پر روزہ رکھے۔ قیام کرے، تخلیہ میں بیٹھا رہے اور نکاح کرنے سے گریز کرے۔ اور مثلاً یہ کہ سنتوں اور مستحبات کا ایسا التزام کرے جیسا کہ واجبات کے لئے کیا جاتا ہے..... پھر فرمایا جب کوئی ایسا متعمق یا متشدد کسی قوم کا معلم یا سردار بن جاتا ہے تو قوم یہ خیال کر لیتی ہے کہ اس کا یہ عمل شرع کا حکم اور اس کا پسندیدہ امر ہے اور یہی بیماری تھی یہودیوں اور نصاریٰ کے صوفیوں میں"

امام ابواسحاق شاطبی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوا کہ شریعت نے جن عبادات اور طاعات کو مطلق چھوڑا ہے ان میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا ان کی کیفیت اور ہیئت کو بدل دینا یا انہیں کو اوقات معینہ کے ساتھ متعین کرنا گویا دین کو بدل دینا ہے اور اسی کا نام تحریف دین ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قانون الٰہی نے انسانوں کو ان کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑا۔ عبادات و معاملات یہاں تک کہ حکومت اور سلطنت کے احکام میں بھی پابند کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی اہواء و خواہشات کے حصول میں دین کا چوکھٹا نہ بگاڑ بیٹھیں۔ چنانچہ فلسفہ تاریخ و سیاست کے ماہر علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

فجاءت الشرائع بحملهم على ذالك في جميع احوالهم من عبادة او معاملة حتى في الملك الذى هو الطبيعي للاجتماع الانساني فاجرته على منهاج الدين ليكون الكل محوطا بنظر الشارع۔
(مقدمہ ابن خلدون ۱۹۰ ومنہاج الواضح ص ۱۲۱)

کہ "شرائع اسلامیہ اسی لئے تو آئی ہیں کہ لوگوں کو تمام احوال میں خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات حتیٰ کہ ملکی انتظام جو لوگوں کے اجتماع کا ایک طبعی امر ہے۔ دین پر ہی قائم رہنے کی تلقین کریں۔ تاکہ ان کے تمام معاملات شارع کی نگرانی میں ہوں"

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت شدہ مطلق عبادات اور طاعات میں اپنی طرف سے قیود عائد کرنے اور ان کی ہیئت کو تبدیل کرنے کو بدعت قرار دیتے تھے۔ معلوم ہے کہ نماز چاشت (صلوٰۃ الضحیٰ) صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور پھر حضرت عائشہؓ بھی صلوٰۃ ضحیٰ پڑھا کرتی تھیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو اس کی پابندی کی وصیت بھی فرمائی تھی (صحیح بخاری ج ا ص ۱۵۷) لیکن اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن عمرؓ صلوٰۃ الضحیٰ باجماعت کو بدعت کہتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں اور عروہ بن الزبیر دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ

فِی الْمَسْجِدِ صَلٰوۃَ الضُّحٰی قَالَ فَسَأَلْنَاہُ عَنْ صَلٰوتِھِمْ
فَقَالَ بِدْعَۃٌ (باب کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ج ۱ ص ۲۳۸ - والصحیح لمسلم مع النووی ج ۱ ص ۴۰۹)
تو اس وقت جناب عبداللہ بن عمر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ
کے پاس تشریف فرما تھے اور کچھ لوگ مسجد میں نمازِ چاشت پڑھ رہے
تھے۔ ہم نے حضرت عبداللہ سے ان کی اس نماز کے بارے میں
دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ حالانکہ یہ نماز
متعدد صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔
کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو بدعت کیوں کہا؟ بدعت
اس لئے کہا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس
نماز کو باجماعت ادا کرنے کا رواج نہ تھا جب کہ یہ لوگ باجماعت
ادا کر رہے تھے۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں۔ مرادہٗ ان
اظہارھا فی المسجد والاجتماع لھا ھو بدعۃ
لا ان صلوۃ الضحی بدعۃ وقد سبقت المسئلۃ
فی کتاب الصلوۃ - (نووی ج ۱ ص ۴۰۹) "کہ حضرت
عبداللہ بن عمرؓ کی مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز کو مسجد میں ظاہر
کرکے پڑھنا اور اس کے لئے اجتماع اور اہتمام کرنا یہ بدعت
ہے نہ یہ کہ نماز چاشت ہی سرے سے بدعت ہے۔ یہ مسئلہ
کتاب صلوٰۃ میں پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔"

امام ابوبکر محمد بن ولید الطرطوشی لکھتے ہیں۔ ومحملہ
عندی علی احد وجہین اما انھم کانوا یصلونھا
جماعۃ واما انھم کانوا یصلونھا معًا افذاذًا
علی ھیئۃ النوافل فی اعقاب الفرائض (کتاب
الحوادث والبدع ص ۴۰) کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یا تو
اس لئے بدعت کہا کہ وہ باجماعت چاشت پڑھ رہے تھے یا
اکیلے اکیلے پڑھ رہے تھے مگر اس طرح جیسے فرائض کے بعد ایک ہی
وقت میں نمازی حضرات سنن رواتب پڑھتے ہیں۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ
واقعہ بھی بڑا مشہور ہے جسے امام دارمی نے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ
کوفہ کی مسجد میں سحری کے وقت حلقہ بنا کر کنکریوں پر سبحان ا
اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ سو سو مرتبہ پڑھ رہے تھے تو حض
عبداللہ بن مسعودؓ نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا تھا۔ فقا
فَعُدُّوْا مِنْ سَیِّاٰتِکُمْ فَاَنَا ضَامِنٌ اَنْ لَا یَضِیْعَ
حَسَنَاتِکُمْ شَیْءٌ وَیْحَکُمْ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْرَعَ ھَلَکَتُکُمْ ھٰؤُلَاءِ الصَّ
بینکم متوافرون وھٰذا ثیابہ لم تبلَ وانیتہ
لم تکسر ...... او مفتحی باب ضلالۃ (سن
دارمی بسند صحیح ص ۳۸) "تم اپنی ان کنکریوں پر اپنے گناہ شما
کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔
افسوس ہے تم پر اے امت محمد صلعم تم کتنی جلدی ہلاکت پر مبتلا
ہو گئے ہو۔ ابھی تو تم میں صحابہ کرام بکثرت حیات ہیں ابھی تو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور ان کے برتن
بھی نہیں ٹوٹے کیا تم ایسا کر کے گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟"
اور اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات محفوظ ہیں
لعل فیہ کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ۔

اس ساری گفتگو سے ثابت ہوا کہ جو عبادت اور طاعت
شریعت میں جس طرح سے منقول ہو اس کو اسی طرح ادا کرنا چاہیئے
یعنی اس کو اس کی حقیقت پر ہی قائم رکھنا چاہیئے اگر مطلق عباد
اور طاعت کو مقید کیا جائے گا یا اس غیر موقت کو موقت بنایا جائے
یا اس غیر معین کو معین کر لیا جائے گا تو وہ بدعت بن جائے گی
لہٰذا نماز تسبیح چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین
عظام سے باجماعت پڑھنا ثابت نہیں، نہ مسجد میں، نہ گھروں میں
نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں لہٰذا اس کو باجماعت پڑھنا
لوگوں کو حیلے بہانوں سے اکٹھا کرنا اور اس کا اہتمام کرنا بدعت
کے شائبہ سے خالی نہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس نماز کو انفرادی
طور پر ہی پڑھا جائے۔

ثانی یہ کہ اس نماز میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں ان کا
تقاضا بھی یہی ہے کہ اس نماز کو اکیلے ہی پڑھا جائے ورنہ ان کی

گنتی میں کمی بیشی ضرور ہو جائے گی کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ امام اور
مقتدیوں کی رفتار ہم آہنگ اور مساوی ہو کیونکہ کوئی تیز پڑھنے
والا ہوتا ہے اور کوئی ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے کسی کی زبان تیز چلتی ہے
اور کسی کی آہستہ۔ اور امام تسبیحات کو بالجہر بھی نہیں پڑھ سکتا کیونکہ
مسنون طریقہ تسبیحات کا بالاخفاء ہے۔ اگر بالفرض امام سنت کے
خلاف تسبیحات بالجہر بھی پڑھے تب بھی پچھلی صفوں کے لوگوں کو امام
کی آواز کا پہنچنا مشکل ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس نماز میں
جماعت کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

بلاشبہ نماز تسبیح نفل نماز ہے اور نوافل کی جماعت
احادیث سے ثابت ہے۔ مگر اتفاقی ہے مثلاً ایک آدمی نفل نماز
پڑھ رہا ہے اور ایک دوسرا شخص دیکھتا ہے کہ مولوی صاحب یا
حافظ صاحب نماز نفل پڑھ رہے ہیں وہ بھی شامل ہو جاتا ہے تو یہ
تو درست ہے لیکن اس کا اہتمام کرنا اور اعلانات اور دوسری ترغیبات
کے ذریعہ سے مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کر کے مسجدوں میں نماز تسبیح
با جماعت ادا کرنا بہر حال بدعت ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت
عبداللہ بن عمرؓ نے نماز چاشت کی جماعت کو اور حضرت عبداللہ بن
مسعودؓ نے حلقہ بنا کر سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کے ذکر
کو بدعت اور گمراہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابو اسحٰق شاطبی مزید
لکھتے ہیں - فاذا اجتمع فی النافلۃ ان تلتزم التزام
السنن الرواتب اما دائما واما فی اوقات محدودۃ وعلی
وجہ محدودۃ واقیمت فی الجماعۃ فی المساجد التی
تقام فیھا الفرائض او المواضع التی تقام فیھا السنن
الرواتب فذالک ابتداع والدلیل علیہ انہ لم یأت
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن
اصحابہ ولا عن التابعین لھم باحسان فعل
ھذا المجموع ھکذا مجموعا وان اتی مطلقا من
غیر تلک التقییدات فالتقیید فی المطلق التی
لم یثبت بدلیل الشرع تقیید ھا رأی فی التشریع
فکیف اذا عارضہ الدلیل وھو الامر باخفاء النوافل

مثلاً (الاعتصام شاطبی ج ۲ ص ۲۸۴)
کہ جب کوئی نفل نماز سنن رواتب کے التزام کے ساتھ
خاص طریقہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے یا محدود اوقات میں ان
مساجد اور مقامات میں با جماعت پڑھی جائے گی جہاں فرائض
اور سنن رواتب (سنن موکدہ) ادا کی جاتی ہے تو یہ نماز بدعت
ہی ہوگی کیونکہ ایسی نماز نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہے نہ صحابہ سے اور نہ تابعین سے منقول ہے اور مطلق عبادات
میں اپنی طرف سے قیود لگانا دراصل از خود شریعت سازی
کے مترادف ہے۔ بالخصوص جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نوافل میں اخفاء کا حکم دے رکھا ہے"۔

ثالث یہ کہ نماز تسبیح با جماعت اس لئے بھی جائز نہیں کہ اگر
اس کو مساجد میں با جماعت پڑھنا شروع کر دیا جائے تو عوام
اس کو سنت سمجھ لیں گے اور اس کو دین کا شعار تصور کرنے لگ
جائیں گے جیسا کہ امام شاطبی کے حوالہ سے اُوپر لکھا جا چکا ہے اور
اس کو نوافل کی جماعت کے عموم میں داخل سمجھنا مناسب نہیں۔
جیسا کہ امام ابن دقیق العید کے حوالہ سے اوپر لکھا جا چکا ہے۔
اور فتنہ کے خطرہ سے سلف نے بہت سی طاعات کو بعض دفعہ
چھوڑا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ اسی لئے سفر میں پوری نماز
پڑھا کرتے تھے تاکہ عوام یہ نہ سمجھ لیں کہ فرض صرف دو رکعت
ہی ہیں (کتاب الحوادث والبدع) میں ایسی بہت سی مثالیں
موجود ہیں - ص ۳۹

رابع یہ کہ اولیٰ یہ ہے کہ نماز تسبیح دن کے وقت زوال کے
بعد پڑھی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر
کو زوال کے بعد پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ عون المعبود ج ۱ ص ۵۰۱
و تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۱۔ لہٰذا ان وجوہات کی رُو سے عشاء
کے بعد با جماعت نماز تسبیح پڑھنے سے گریز بہتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نماز تسبیح با جماعت مساجد میں ادا کرنا رمضان
اور غیر رمضان دونوں میں بدعت ہے اس سے احتراز لازم ہے اور
نفل نماز کی جماعت کے عموم سے استدلال کرنا یا تراویح کی مانند قیاس کرنا
درست نہیں - واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تحقیق و تنقید

مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلوی رح

• تحقیق روایت لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔؟

• اور روایت ابن عباس بسلسلہ خضر و موسیٰ ——؟

> ذیل کا مضمون ایک سوال کے جواب میں اخبار "اہل حدیث" امرتسر (بابت ۴ اکتوبر ۱۹۱۸ء) میں شائع ہوا تھا۔ اب اسے دوبارہ آثارِ علمیہ کے طور پر "الاعتصام" میں شائع کیا جا رہا ہے　　(ادارہ)

پرچہ اہل حدیث مجریہ ۱۴ جون ۱۹۱۸ء میں دو سوال شائع ہوئے تھے۔

(۱) لولاك لما خلقت الافلاك حدیث کیسی ہے؟

(۲) عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ فظهر موسیٰ علی الصخرة حين انتهيا فاذا رجلٌ مُلتَفٌ فی كساءٍ فسلّم موسیٰ فرد عليه السلام ثم قال له ما جاء بك ان كان لك فی قومك لشغل قال له موسیٰ جئتك لتعلمنی مما علمت رشدا قال انك لن تستطيع معی صبرا وكان له رجلاً يعلم علم الغيب قد علم ذلك فقال موسیٰ بلیٰ قال وكيف تصبر علی ما لم تحط به خبرا ای ان ما تعرف ظاهر ما تری من العدل ولم تحط من علم الغيب بما اعلم۔

اگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب نہیں سکھایا تھا تو ابن عباس جیسے صحابی کیوں لکھتے ہیں۔ فقط۔

(الجواب) لولاك لما خلقت الافلاك کو محدثین نے موضوع لکھا ہے۔ یعنی یہ روایت بالکل غلط اور بے اصل ہے۔ دیکھو الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی و موضوعات کبیر ملا علی قاری وغیرہ اور بعض نے حاکم کی روایت فلولا محمد ما خلقت آدم ولا النار۔ الحدیث کو اس کی تائید میں پیش کیا ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور سبکی اور بلقینی نے اسے برقرار رکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ذہبیؒ نے اس کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ کسی کو جائز نہیں کہ مستدرک حاکم کو دیکھے یا اس پر اعتبار کرے جب تک کہ وہ میری تلخیص کو نہ دیکھ لے۔ حاکم کا تساہل محدثین میں مشہور ہے امام ذہبی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں عمرو بن اوس ہے۔ نہیں معلوم وہ کون ہے۔

لا يدری من هو —— زرقانی —— عمرو بن اوس يجهل حاله واتی بخبر منكر اخرجه الحاكم فی مستدركه واظنه موضوعا من طريق جندل بن والق حدثنا عمرو بن اوس حدثنا سعيد عن ابی عروبة عن قتادة عن سعيد بن المسيب عن ابن عباس قال اوحی الله الی عيسیٰ امن بمحمد فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔ الحديث (میزان الاعتدال فی نقد الرجال)

اور امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ "عمرو بن اوس مجہول الحال ہے اس لئے منکر یعنی واہی روایت بیان کی ہے جس کو حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے اور میں اس کو موضوع یعنی جھوٹ جانتا ہوں۔ وہ روایت جندل بن والق کے طریق سے ہے کہ ہم کو عمرو بن اوس نے کہا اور وہ سعید بن ابی عروبة

سے روایت کرتا ہے اور وہ قتادہ سے اور وہ سعید بن مسیب سے، وہ ابن عباس سے، کہا کہ اللہ نے عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں آدم، جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا"

ایسے ہی ایک روایت حاکم اور ابن عساکر سے تائید میں بیان کی جاتی ہے لیکن تمام واہی تباہی ہیں۔ کوئی بھی صحیح نہیں۔

الجواب ۲ ابن عباس کے اس قول کو امام سیوطی نے تفسیر در منثور میں عبد بن حمید اور ابن مردویہ کے حوالے سے بلا سند نقل کیا ہے۔ مگر حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کی سند یوں لکھی ہے کہ

محمد بن اسحاق عن الحسن بن عمارة عن الحکم بن عتیبة عن سعید بن جبیر قال جلست الی ابن عباس ... الی ان قال ابن عباس فظهر موسیٰ۔ الخ

"محمد بن اسحاق نے حسن بن عمارہ سے روایت کی ہے اس نے حکم بن عتیبہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے۔ اس نے ابن عباس سے طویل روایت ہے۔ جس میں یہ قول بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس پتھر پر پہنچے۔ الخ

اوّل تو اس روایت کی سند میں حسن بن عمارہ جو راوی ہے وہ بالکل بے اعتبار ہے۔ محدثین نے اس کو سخت مجروح بتایا ہے۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اس کے بارے میں یہ لفظ لکھے ہیں۔ یکذب۔ لیس حدیثه بشیء۔ کان یضع الحدیث۔ ساقط۔ متروک۔ اکذب الناس یعنی بڑا جھوٹا، من گھڑت روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہٰذا یہ قول بالکل غلط ہے۔

دوم:۔ قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (سورۃ انعام) "اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا" اور نیز اپنے رسول کو فرمایا۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب (سورہ انعام) "کہ تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات"

اس کے علاوہ قرآن مجید میں بکثرت ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بعض مخفیات پر مطلع کر دیتا ہے۔ سو وہ علم غیب نہیں، وہ تعلیم اور بتایا ہوا ہے اور علم حصولی ہے۔ اور علم غیب حضوری ہوتا ہے فافهم وتدبر۔ اگر اللہ کے بتانے کو علم غیب کہا جائے تو قرآن مجید بھی عالم الغیب ٹھہرے، ولا قائل به احد۔

سوم:۔ یہ کہ خود قرآن مجید کے اس قصے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر کے قصے میں ہے کہ:۔

قَالَ لَهٗ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (سورہ کہف) "موسیٰ علیہ السلام نے اس (خضر) کو کہا کہ تیرے ساتھ رہوں۔ اس پر کہ مجھ کو سکھا دے تو جو کچھ سکھلائی گئی ہے تجھ کو بھلی راہ"

اس سے واضح ہے کہ خضر کو اتنا ہی علم تھا، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے علم تکوینی ان کو بتایا تھا۔ زیادہ نہیں۔ اس سے واضح تر خود خضر علیہ السلام کے لفظوں میں ہے۔

یاموسیٰ انی علی علم من علم اللہ علمنیه لا تعلمه انت وانت علی علم من علم اللہ علمك اللہ لا اعلمه (بخاری کتاب العلم)

"اے موسیٰ میرے پاس وہ علم ہے جو اللہ نے مجھ کو سکھایا ہے، جو تو نہیں جانتا اور تیرے پاس وہ علم ہے جو تجھ کو اللہ نے سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا"

اور خود اسی قول فی السوال میں یہ لفظ موجود ہے۔
اگر حضرت خضر علم غیب جانتے تو علم شریعت جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا۔ اس کی نفی کیوں کی۔ لہٰذا وہ قول غلط

حکیم عبدالرحمٰن خلیق خطیب جامعہ رحمانیہ ، بدو ملہی

مطالعۂ پاکستان

محکمہ تعلیم اپنی ذمہ داری کا احساس کرے ،

تاریخ نویس اہل قلم کو تاریخ نویسی کے آداب و قواعد کا احترام کرنا چاہیئے

ایک ناگزیر ضرورت پاکستان کی تخلیق کے طبعی اور منطقی عوامل و محرکات اور اس کو وجود میں لانے والے تاریخی کرداروں کا عہد بہ عہد علم متحدہ ہند سے ملک کی تقسیم تک کے تاریخی سفر کی منزل بہ منزل کہانی کا مطالعہ ہر پاکستانی کی ناگزیر ضرورت بھی ہے اور ایک بنیادی حق بھی ہے۔

پس اہلِ پاکستان کی اس ضرورت کا پورا کرنا اور ان کے لئے اُن کے اس حق کا مُہیا کرنا پاکستانی اہل قلم کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان یقیناً اچانک نہیں بن گیا ، یکایک زمین سے نہیں اُگ آیا۔ آسمان سے نہیں برس پڑا۔ بلکہ یہ اپنے پیچھے ایک طویل کہانی رکھتا ہے جو صدیاں پر پھیلی ہوئی ہے۔

پاکستان کا بیج تاریخ کی زمین میں صدیوں تک پرورش پاتا رہا ہے۔ پھر جب اس کی زیر زمین تربیت کی تکمیل ہو چکی تو اللہ تعالیٰ کی خلاقی نے اسے ایک نرم و نازک کونپل کی صورت میں درونِ زمین سے برونِ زمین سر نکالنے کا حکم دیا۔

اس بیج کی زیر زمین پرورش سے اس کی بالائے زمین نمود تک کون کون سے محرکات کس تعداد اور کس مقدار میں کارفرما رہے اور اس دوران میں اُسے کون کون سے صبر آزما مراحل میں سے گزرنا پڑا۔ یہ کہانی ایمان افروز بھی ہے اور دل گداز بھی۔ اور یقیناً اس کہانی کا تمام و کمال جاننا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔

پاکستان کی کہانی اگرچہ پاکستان کی داستان بظاہر بڑی مختصر ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ایک قرارداد اس مضمون پر مشتمل منظور کی گئی کہ :۔

" برطانوی مقبوضہ ہند کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اُن کی آزاد حکومت قائم کی جائے "

اور پھر اس قرارداد کے مطابق مطلوبہ علاقہ حاصل کرنے کے لئے بانیٔ پاکستان کی زیر قیادت ایک زوردار تحریک چلائی گئی جو بگولہ کی طرح اُٹھی اور آندھی بن کر پورے ملک پر چھا گئی۔ پاکستان اب محض نظریہ ہی نہیں رہ گیا تھا بلکہ اب یہ نظریہ قوم کا مقصود و مطلوب قرار پایا اور پھر پورے ملک کے مسلمان اپنے اس مقصود کو حاصل کرنے کی غرض سے دیوانہ وار گھروں سے نکل کر بازاروں اور شاہراہوں پر آ گئے۔ اور پھر یہ دیوانگی اُس وقت تک فرو نہ ہو سکی جب تک قوم اپنی منزل پر نہ پہنچ گئی ۵

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک سات برس ساڑھے چار ماہ کا عرصہ قوموں کی زندگی میں آنکھ کی ایک جھپکی سے بھی کم مدت کے بقدر ہے مگر یہ کوئی اعجازی صورت ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قلیل تر مدت کی عظیم تر جدوجہد کے نتیجہ میں مسلمانوں کو دنیا کی ایک سب سے بڑی اسلامی سلطنت کی صورت میں اپنی کریمی سے نوازا۔ مگر پاکستان کی کہانی محض اتنی سی نہیں ہے۔ ہم اس سات برس کے عرصہ کو پاکستان کی کہانی کا ایک ایمان افروز باب کہہ سکتے ہیں۔ اس کی اصل کہانی بہت طویل ہے۔

یہ کہانی بہت طویل ہونے کی وجہ سے مرور ایام سے متأثر

ہوئی ہے۔ اس کا ربط کسی شعوری پلان کے نہ ہونے کی وجہ سے جگہ بجگہ ٹوٹتا ہے۔ اور اب اس کی کہانی کے منتشر اجزاء کو تاریخ کے اوراق سے تلاش کرکے مربوط بنانے کی ضرورت ہے اور پاکستانی اہل علم وقلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہایت دیانتداری اور غیر جانبداری سے اس کہانی کی کڑیاں تاریخ نویسی کے تمام تر آداب کو ملحوظ رکھ کر ترتیب دیں۔ اس طرح کہ کسی داخلی یا خارجی محرک سے نہ اس کہانی کی کوئی کڑی ترک ہو سکے اور نہ کوئی غیر امر اس کا حصہ بنے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل کی پاکستانی پود جس نے اس بیج کو نہ بوتے دیکھا نہ پلتے جانا، نہ اُگتے پایا۔ وہ اپنی تاریخ کے اس تابناک باب سے محروم رہ جائے گی۔

تصویر کا ایک رُخ

مستقبل کی پاکستانی پود کی جو امانت عصرِ حاضر کے پاکستانی اہل علم وقلم کے ذمہ واجب الادا ہے وہ اس سے بے خبر نہیں ہیں اور وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں بھی کوتاہی نہیں کر رہے مگر ان کی یہ مساعی اکثر ہی ان کی اپنی پسند کے گرد گھومتی ہیں اور وہ ان کے اپنے فکری انتشار اور بعض غیر تاریخی عوامل کے دخل وعمل سے وہ مقام حاصل نہیں کر سکیں جن کی وہ مستحق تھیں۔

تاہم ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مطالعۂ پاکستان کے نام سے ایک مضمون اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شروع سے ہی موجود رہا ہے۔ مگر ہمارے ارباب حکومت کی فکری کوتاہی کی وجہ سے یہ مضمون ہمیشہ اختیاری ہی رہا ہے جب کہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس کو بھی دوسرے لازمی مضامین کے ساتھ برابر کا درجہ دیا جاتا۔

تاہم یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے اپنی پیشرو حکومتوں کی اس کوتاہی کا نوٹس لیا ہے اور سن ۱۹۸۱ء سے اس مضمون کو بھی لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

مطالعۂ پاکستان کو نصابِ تعلیم کا لازمی مضمون قرار دینے کا فیصلہ بلاشبہ ایک نہایت درجہ اہم اور خوش آیند فیصلہ ہے لیکن یہ فیصلہ خوش آیند اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس فیصلے کو بچوں کا کھیل نہ بننے دیا جائے اور اس فیصلے کی رُوح میں جو تقدس پوشیدہ ہے اس کی حفاظت کی جائے ورنہ یہ فیصلہ اپنی تمام تر اہمیت اور اپنی رُوح کے تمام تر تقدس کے باوجود ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

کیونکہ جہاں پاکستان کے زیر عنوان تمام ضروری معلومات کا حصول ہر پاکستانی کی بنیادی ضرورت ہے وہاں اس سے بھی بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ جو کچھ بھی جانیں عین صحیح ہو اور حقیقت حال کے عین مطابق ہو۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کا اہتمام خود حکومت کی ذمہ داری ہے اور اُسے اپنے فیصلے کا احترام دوسرے سب لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ درکار ہے۔

تاریخ نویسی

ملک کی تاریخ کو ترتیب دینے کی ذمہ داری یقیناً ہر اُس شخص کے سپرد نہیں کی جا سکتی جس کے قبضہ میں انگریزی حروفِ تہجی سے ترتیب دی گئی ڈگریوں کا ذخیرہ ہو۔ کیونکہ یہ ایک نازک معاملہ ہے اور اس باب میں غلطی کے نتائج نہایت خوفناک ہو سکتے ہیں۔

تاریخ نویسی کے لئے ایسے افراد کی ضرورت ہے جو تاریخ نویسی کے آداب سے واقف ہوں اُنہیں مورخ کے مقام کا شعور حاصل ہو۔ اُنہیں معلوم ہو کہ تاریخ نویسی ایک جدا حقیقت ہے اور تخلیق کاری ایک جدا بات ہے۔ مؤرخ کی یہ پہلی ذمہ داری ہے کہ وہ واقعات کو واقعات کی حیثیت سے ہی ضبط میں لائے اور اپنی پسند اور تاریخ کے درمیان ہر مرحلہ پر حدِ فاصل قائم رکھے اور اس کی اپنی ذاتی صوابدید اس کی ذاتی محبت یا نفرت تاریخ میں دخل انداز نہ ہو۔

اُسے خوب ہی علم ہو کہ جب تک اس کے ہاتھ میں ایک مورخ کا قلم ہے وہ صرف مؤرخ ہے اور وہ اپنے اس مقام سے ایک خط کے برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہٹے۔

ایک مؤرخ تاریخ پر تحقیق تو کر سکتا ہے مگر وہ تاریخ کی تخلیق کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اُسے اپنی غیر جانبداری کو ہر حال

میں ہی قائم رکھنے کی ضرورت ہے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا، تو وہ تاریخ اور اس کے کرداروں سے انصاف نہیں کر سکے گا۔

حدود سے تجاوز

مطالعہ پاکستان کے نام سے ایک کتاب ہمارے پیش نظر ہے جس کو تین اہل علم حضرات نے اپنی مشترکہ سعی سے ترتیب دیا ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ اس کتاب کے فاضل مصنفین نے اپنے ذمہ داریوں سے تغافل اور اپنی حدود سے تجاوز روا رکھا ہے انہوں نے اپنی تاریخ نویسی میں اُن حدود کو ملحوظ نہیں رکھا جن کا لحاظ ان کی ذمہ داری تھی اور انہوں نے ان آداب و فرائض سے پہلو تہی کی ہے جو اُن پر ایک مؤرخ کی حیثیت سے عائد ہوتے تھے۔

بقیہ: اداریہ

مسلمانوں سے مل سکتی ہے وہ کسی دوسری اقلیت سے نہیں مل سکتی۔ اس لئے اس کو کم از کم اپنے مفاد کے لئے ہی ان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ بے چارے اب بھی زبانِ حال سے یہی پکار رہے ہیں ؎

"زہے گر آں بُتِ دہلی" بدست آرد دلِ مارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

حضرت مولانا حفظہ اللہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست

جیسا کہ احباب جماعت کے علم میں ہے کہ حضرت مولٰنا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ تعالیٰ تقریباً پونے دو سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں۔ مولانا موصوف اگرچہ سہارے کے ساتھ تھوڑا بہت چل پھر لیتے ہیں، لیکن ہنوز مرض کے آثار باقی ہیں، اور نقاہت بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے وہ ابھی تک کچھ کام کرنے کے قابل نہیں۔ تمام احباب رمضان المبارک کی نیک ساعتوں اور مخصوص اوقات میں حضرت مولانائے محترم مدظلہ کی مکمل صحت کی دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بابرکت سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور انہیں مکمل صحت عطا فرما کر بیش از بیش خدمتِ دین و علم کی توفیق سے نوازے۔ آمین

(ادارہ)

تبصرہ کتب — (مولانا) محمد عطاء اللہ حنیف

ایامِ خلافتِ راشدہ

مؤلف :۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی

ضخامت ۔ کتابی سائز ۴۸۰ صفحات ۔ قیمت ۳۰ روپے

ناشر :۔ شعبہ نشر و اشاعت جامعہ سراج العلوم السلفیہ
پوسٹ بڑھنی ۔ ضلع بستی ۔ یو پی ۔ انڈیا

زیرِ نظر کتاب مولانا عبدالرؤف رحمانی کی نہایت وقیع کتاب ہے ۔ خلافتِ راشدہ کے موضوع پر تاریخ و سِیَر کے علاوہ دیگر بہت سی کتب تصنیف و تالیف کی گئی ہیں ۔ اور یہ مبارک دَور اسلام کا (بلکہ انسانیت کا بھی) بلاشبہ مثالی دَور ہے ۔ کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملت کے نظم و نسق کا ذمہ اٹھایا اور نہایت ورع و تقویٰ اور فراست ، تدبّر ، استقلال ، پامردی اور حسنِ کارکردگی کا نمونہ پیش کیا ۔ صحابہ کرامؓ کے اس دور کو " اپنے " تو شاید اتنا خراجِ عقیدت پیش نہ کر سکے جتنا غیروں نے کیا ہے ۔

خلافتِ راشدہ کا دَور کثیر الجہت ہے جس پر جس رُخ سے چاہیں قلم اٹھایا جا سکتا ہے ۔ ان کا سیاسی نظم و نسق ، ان کی فتوحات اور عسکری کارفرمائیاں ، ان کے علمی اور تبلیغی انتظامات اور ان کے فکر و عمل کے درخشاں نقوش ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے مشعلِ راہ کا کام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔

مولانا رحمانی مدظلہ نے خلفائے راشدین کی سیرت و سوانح کے چھوٹے چھوٹے واقعات کو مختلف عنوانات کے تحت قلم بند کیا ہے ۔ مثلاً خلافت کا شورائی نظام ، اعلام ، عدل و انصاف ، ترحم و شفقت ، خدمتِ عوام ، غیر مسلم اور ذمیوں کے حقوق اور ان کی امداد ، خراج و جزیہ پر مباحث ، بندوبست اراضی اور مالگزاری ، رعایا کے جان و مال کی حفاظت ، معاشی نظام اور وظائف ، عمال پر نگرانی اور احتساب ، رعایا پروری کے دلفروز واقعات ، لشکروں کی تنظیم اور نظامِ اطلاعات وغیرہ ——— اس کتاب میں مولانا موصوف نے سب خلفائے راشدین کے اَدوار سے واقعات کو یکجا کر دیا ہے جس سے متعلقہ موضوع نکھر کر سامنے آ گیا ہے ۔ اس سے صرف ان کی انفرادی سیرت ہی روشن نہیں ہوئی بلکہ یہ حقیقت بھی مبرہن ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ان سب پر کس طرح اثر انداز ہوا ہے اور ان کے اخلاق و کردار کس طرح ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں ۔

" ایامِ خلافتِ راشدہ " مولانا رحمانی کی شاہکار کتابوں میں سے ہے جس پر وہ بلاشبہ تحسین و مبارک کے مستحق ہیں ۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے بالعموم اور اختیار و اقتدار سے بہرہ ور افراد کے لئے بالخصوص مطالعہ کے قابل ہے ۔

دلائل ہستی باری تعالیٰ

تالیف :۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی ۔ جھنڈا نگری

ضخامت :۔ درمیانہ سائز ۲۰۰ صفحات ۔ قیمت درج نہیں ۔

ناشر :۔ مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر ۔ نیپال

اشاعتِ دین ہندوستان کے طول و عرض میں صدیوں سے جاری ہے ۔ اور اہلِ حق نے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و ارسال کا کام درۂ خیبر سے سلہٹ اور چاٹگام تک اور راس کماری سے کھٹمنڈو تک پھیلایا ہے ۔ اسی طائفۂ منصورہ کا ایک رکن عہدِ حاضر میں کوہ ہمالیہ کی بلند بام سرزمین (نیپال) میں توحید و سنت کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہے ۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈا نگری ایک طرف تبلیغ و ارشاد کے سلسلے میں خطابت کے ذریعے منبر و محراب کو آباد کئے ہوئے ہیں ۔ اور دوسری طرف ایک مدرسہ سراج العلوم کے ذریعے تشنگانِ علم کو سیراب کر رہے ہیں ۔ ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ وہ قرطاس و قلم کا حق بھی خوب ادا کر رہے ہیں ۔ اور نہایت جاندار اور وقیع تصانیف کے ذریعے علمی اور فکری خدمات انجام دے رہے ہیں ۔

(باقی صـ۲۲ پر)

اطلاعات و اعلانات

تبلیغی جلسہ

سالانہ نتائج کے موقعہ پر جامعہ کمالیہ دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ میں تبلیغی جلسہ بتاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۸۴ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء منعقد ہو رہا ہے جس میں جمعیت کے جید علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ (جمعیت اہل حدیث منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ)

پندرھواں سالانہ تبلیغی جلسہ

جامع مسجد قدس اہلحدیث ہڑپہ شہر میں بتاریخ ۱۳ جولائی بروز جمعۃ المبارک پندرھواں سالانہ تبلیغی جلسہ سابقہ روایات کے مطابق منعقد کیا جا رہا ہے جس میں پاکستان کے مشہور و معروف علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ تفصیلات کا انتظار فرمائیں (شیخ حاجی محمد یوسف ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث ہڑپہ شہر (فون ۱۴)

وفیات

مولانا محمد عارف خوشنویس کا انتقال

مولانا محمد عارف خوشنویس سیالکوٹی ۲۳ مئی ۱۹۸۴ء کو بس کے ساتھ سائیکل ٹکرانے سے وزیر آباد میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نے مسجد چینیانوالی لاہور میں مولانا غزنوی رح کی خدمت میں ایک طویل مدت گزاری تھی۔ مرحوم بڑے صاحب دل بزرگ تھے۔ مرحوم کے بڑے لڑکے پروفیسر عبدالستار اور تیسرے لڑکے قاری عبدالغفار بیرون ملک ہیں۔ منجھلے مسٹر عبدالجبار وزیر آباد میں دکان کرتے ہیں اور چھوٹا لڑکا زیر تعلیم ہے۔

ادارہ الاعتصام مرحوم کی وفات پر ان کی اہلیہ اور بچوں کے غم میں دلی ہمدردی اور مرحوم کے رفع درجات کی دعا کرتا ہے (ادارہ)

مدارس سے تعاون کی اپیل

۱۔ الجامعۃ الکمالیہ راجووال جماعت کی قدیمی درس گاہ ہے۔ جس کے چار شعبہ جات میں کام ہو رہا ہے۔ (۱) علوم القرآن والحدیث (۲) تحفیظ القرآن والناظرہ (۳) الدعوۃ والارشاد (۴) اور ریاض الحدیث للبنات۔ اس آخری شعبے کے لیئے ۸۰ مرلے کا پلاٹ حاصل کر لیا گیا ہے۔ چار دیواری۔ بجلی۔ پانی اور طالبات کے لیے رہائش گاہیں، درس گاہیں تعمیر ہونے کے بعد مقامی بچیوں کے علاوہ بیرونی بچیوں کو داخلہ دیا جائیگا ان شاء اللہ جامعہ کے نام کوئی مستقل جائداد نہیں ہے لہذا اسے اپنے تعاون اور دعاؤں میں شامل رکھیں (ابو السلیم محمد یوسف بانی و مہتمم دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ)

۲۔ ۱۲ مئی بروز ہفتہ راشد آئیڈیل سکول ٹھینگ موڑ کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں سید ساجد حسین شیرازی اسسٹنٹ کمشنر چونیاں اور دیگر معززین حلقہ نے شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمانِ جناب سید شیرازی نے کہا کہ پس ماندہ علاقے میں ایسے معیاری اداروں کا قیام قابلِ تحسین ہے۔ جس میں طلبہ کی تعلیمی نشو و نما کے ساتھ ساتھ ان کی کردار سازی بھی ہو۔ اس سلسلہ میں والدین اور اساتذہ پر برابر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے (عبدالغفور راشد ایم اے فاضل علوم اسلامیہ پرنسپل سکول ہذا)

۳۔ جمعیت اہل حدیث حلقہ کلاسکے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ نے کلاسکے میں دینی مدرسہ بنام "الجامعۃ الشرعیۃ اہلحدیث" کے لئے ایک کنال جگہ حاصل کر لی ہے جس کی چار دیواری کے لئے کچھ اینٹیں وغیرہ منگوا لی ہیں۔ تمام اندرونی و بیرونی مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ہمارے ساتھ لوجہ اللہ تعاون فرمانے کے لئے ان حضرات سے رابطہ فرمائیں (۱) قاری محمد عثمان (خازن) کوٹ قاضی ڈاکخانہ کلاسکے (۲) حافظ محمد ارشد، مدرس جامعہ مسجد رحمانیہ اہلحدیث

نزد میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ (۳) مولانا قاضی عبدالرزاق مدرس جامعہ محمدیہ جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ۔ (محمد مشتاق چیمہ ناظم نشر و اشاعت)

ضرورتِ قاری

ہمیں ایک شریف النفس، مخلص اور تجربہ کار قاری کی ضرورت ہے جو طلبہ کو تجوید بھی پڑھا سکتا ہو۔ حق الخدمت حسبِ لیاقت، فوری رابطہ قائم کریں (عزیز الرحمٰن لکھوی ناظم مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد اوکاڑہ)

کنگن پور میں خطیب کا تعین

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث منڈی کنگن پور میں مولانا حافظ محمد اصغر راشد قصوری مستقلاً خطیب متعین ہو گئے ہیں۔ تبلیغی پروگراموں کے لئے خطبۂ جمعہ کے بعد ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے (عطاء اللہ ظفر ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث قصور)

خطبۂ جمعہ

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث بنگلہ سیانوالی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں خطبۂ جمعہ کے لئے مولانا نذیر احمد حماد کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ نمازی حضرات ۱/۲ ۱۲ بجے تک مسجد میں پہنچ جایا کریں (چوہدری عبدالرحمٰن)

ایک روپے میں طلب فرمائیں

اک دن مرجائیں گی،
اک دن مرجائیں گا،

احوالِ گور اور فکرِ موت چاروں قصے ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں (خواجہ عطاء الرحمٰن اختر ۲۲۲ م۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن۔ گوجرانوالہ)

اپیل برائے تعمیرِ مسجد

چک بھانہ نزد کنگن پور میں مقامی جماعت بہت کمزور ہے۔ مسجد کی حالت بہت خستہ ہو چکی ہے۔ ہر وقت اس کے گرنے کا خطرہ ہے اس لئے اس کی تعمیرِ نو کے لئے تمام احباب سے اپیل ہے کہ جو بھی ہو سکے سیمنٹ • سریا۔ نقدی کی صورت میں تعاون کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

(حاجی اللہ دتہ خازن مسجد چک بھانہ ضلع اوکاڑہ)

سندھ میں اشاعتی ادارے سے تعاون فرمائیں

صوبہ سندھ کے اندر مسلک اہل حدیث کی تبلیغ کے سلسلہ میں "ادارہ اشاعت القرآن والسنۃ" قائم کیا گیا ہے۔ یہاں جہالت اور شرک و بدعت عروج پر ہے۔ یہاں پر تبلیغ دین و توحید کی شدید ضرورت ہے۔ لہٰذا سندھی زبان کی تین کتب کے آٹھ ہزار نسخے عوام تک پہنچا دیئے گئے ہیں (۱) نماز محمدی بعنوان مفتاح الجنۃ۔ (۲) مسلک اہل حدیث کی حقیقت بعنوان "وگر کیہو وتن" (۳) مسلک اہل حدیث پر علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا) کی تقریر بے نظیر۔

امسال ان شاء اللہ العزیز مندرجہ ذیل تین نئی کتابیں شائع کرانے کا ارادہ ہے (۱) اثبات رفع الیدین (۲) اصلی اہل سنت (۳) نماز محمدی • مخیر حضرات اور دین کی تبلیغ کا درد رکھنے والے احباب جماعت اہل حدیث خصوصی طور پر اس کارِ خیر میں مکمل تعاون فرمائیں (خان محمد تنیہ مہتمم ادارہ اشاعۃ القرآن والسنہ موضع و ڈاکخانہ لونگ تنیہ تحصیل میہڑ ضلع دادو سندھ)

معیارِ محبت

جامعہ ثنائیہ کی طرف سے مفید رسالہ "معیارِ محبت" بلا قیمت خط لکھ کر طلب کریں (قاری محمد یونس صدیقی ناظم جامعہ ثنائیہ سبزی منڈی ساہیوال)

تلاشِ گمشدہ

میرے چچا ملک غلام علی ولد ملک غلام حیدر عمر ساٹھ سال، قد درمیانہ، سفید ریش، نحیف الجثہ، بائیں ٹانگ میں لنگڑا پن۔ ۲۸ اپریل ۸۴ء سے ذہنی عدم توازن کے باعث گھر سے غائب ہیں جو صاحب انہیں پائے پتہ ذیل پر مطلع فرمائے۔ (ملک محمد افضل۔ ملک محمد نثار (پسران ملک غلام علی) سکنہ بہادل پور کلر کہار تحصیل چکوال ضلع جہلم)

دفتری امور سے متعلق خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ :- تبصرۂ کتب

مولانا عبدالرؤف رحمانی مدظلہ نے ہستیِ باری تعالیٰ کے منکرین کے لئے زیرِ نظر کتاب میں نہایت واضح دلائل و براہین کے ذریعے ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت فراہم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ انہوں نے جہاں وحیِ الٰہی سے استدلال کیا ہے۔ وہاں منطق و فلسفہ سے بھی اس موضوع کو نکھارا ہے۔ ان کا اندازِ تحریر عالمانہ اور فلسفیانہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سادہ اور سلیس ہے جو قلبِ سلیم کی گرہیں کھولنے میں نہایت کامیاب ہے۔

اس کتاب سے جہاں منکرین خدا کے شکوک و شبہات رفع ہوتے ہیں وہاں خدا پر ایمان رکھنے والے کے ایمان و یقین میں ثبات و استقامت پیدا ہوتی ہے۔ مولانا موصوف اس کتاب کی تالیف پر داد و تحسین کے مستحق ہیں جس سے بہت سے لوگوں کو توحید کی دولت حاصل ہوگی اور بہت گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق ارزانی ہوگی

ہم مولانا موصوف کو اس کتاب کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کے قلم میں مزید قوتوں کی ارزانی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اظہارِ تعزیت

پچھلے دنوں ہمارے درویش صفت بزرگ عالم باعمل مولانا عبدالقیوم صاحب اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم ایک مومنِ قانت، زاہدِ شب زندہ دار اور مردِ صالح تھے۔ ان کو دیکھ کر پرانے وضعدار مومنین کی یاد تازہ ہوتی تھی اور ان کی باتیں سن کر خدا یاد آتا تھا۔ آپ نے اپنی اولاد کو دینی علوم سے بہرہ مند کیا اور بلند اخلاق کی تربیت فرمائی آپ کی وفات پر علاقے بھر میں رنج و غم محسوس کیا گیا۔ الجامعۃ الاثریہ سے آپ کا قلبی لگاؤ تھا یہاں ان کی وفات سے شدید غم و اندوہ کی کیفیت طاری ہوئی۔ اساتذہ اور طلباء الجامعۃ الاثریہ مولانا مرحوم کے فرزندگرامی جناب محمد داؤد فہیم مدنی، مسعود الرحمٰن جانباز، حافظ محمد یعقوب حلیم صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کی فلاحِ اخروی اور درجاتِ عالیہ کے لئے دعاگو ہیں۔ (محمد عبدالقیوم السلفی الجامعۃ الاثریہ اثر آباد پشاور)

آپ کی زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

حضرات! جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ولی کامل حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی یادگار ہے، جو عرصہ پون صدی سے دینی علوم و معارف کی خدمات بجا لا رہا ہے۔

بحمد اللہ جامعہ کے فضلاء اندرون ملک اور بیرون ملک بے شمار تعداد میں دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں جامعہ کی سالانہ پاکستان اہلحدیث کانفرنس ماموں کانجن اس وقت ایک عظیم قومی اور ملی اجتماع کی حیثیت رکھتی ہے، پاکستان بھر سے ہزاروں کی تعداد میں عوام اس میں شرکت کرتے ہیں، حالیہ کانفرنس میں پاکستان کے جید علماء کرام کے ساتھ ساتھ مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر عبداللہ الصالح العبید، جامعہ ازہر کے شیخ التفسیر ڈاکٹر محمد فواد مصری ازہری، فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالتواب ازہری مصر اور فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز عتیق تشریف لائے، نیز ڈاکٹر مصلح الدین اور مشیر صدر پاکستان نمائندہ رابطہ عالم اسلامی جسٹس افضل چیمہ شریک ہوئے۔

جامعہ ہذا کا مدینہ یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں سے معادلہ ہو چکا ہے، جامعہ کا سالانہ تعلیمی، تدریسی تبلیغی بجٹ نو لاکھ روپے پر مشتمل مرتب کیا گیا ہے بفضلہ تعالیٰ رمضان المبارک کا مقدس اور بابرکت مہینہ شروع ہے۔ آپ لوگ ہمیشہ جامعہ سے تعاون کیا کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں حسب سابق پورے جوش و خروش سے جامعہ کا بجٹ مہیا فرمائیں۔

مندرجہ ذیل حضرات بتفصیل ذیل رمضان المبارک میں دورہ فرمائیں گے آپ ان سے جامعہ کے لئے بھرپور تعاون فرمائیں

مولانا محمد اسحاق ملتان میں ● مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی ساہیوال میں ● مولانا بشیر احمد لغانی اور قاری حفیظ الرحمٰن لاہور ● مولانا عبدالقادر ندوی فیصل آباد و کراچی ● مولانا عبدالرشید حجازی شیخوپورہ تا اٹک اور تمام بلاد و قصبات میں ● مولانا محمد علی جانباز، مولانا محمد امین مختلف دیہات و قصبات میں۔

یاد رہے

- یہ تمام حضرات محض لوجہ اللہ جامعہ کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ راقم حسب معمول سابقہ مقامات پر جامعہ کے لئے حاضر ہوگا۔
- بذریعہ ڈرافٹ رقوم بھیجنے والے حضرات نیشنل بنک ماموں کانجن اکاؤنٹ ۸۸ یاد رکھیں۔

الداعی الی الخیر

محمد اسلم سیف فیروز پوری

ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

ضلع فیصل آباد

اعلیٰ کوالٹی ۔ پائیداری میں بے مثال
زینت اور زیبائش میں لاجواب
اعلیٰ معیار کی ضمانت
سٹیزن
اور موٹرز

الحمد لله
احسن التفاسیر اردو
مکمل ہو گئی
قیمت جلد اول -/۲۲ دوم -/۴۴ سوم -/۳۲
جلد چہارم -/۳۲ پنجم -/۳۶ ششم -/۳۶ ہفتم -/۴۰
کامل سیٹ -/۲۵۲ ، علاوہ محصول ڈاک
-/۲۲۰ پیشگی آنے پر بغیر محصول ڈاک روانہ خدمت ہوگی ۔
المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ - لاہور ۲

یونین فین
فرحت اور تسکین کے لیے
زیادہ ٹھنڈی ہوا کے لیے
مضبوطی اور پائیداری کے لیے
یونین فین
فون ۵۲۶۲
تیار کردہ
ثناء اللہ الیکٹریکل انڈسٹریز حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

اعلیٰ کوالٹی اور پائیداری میں بے مثال
بیکو پنکھے رجسٹرڈ
سیلنگ ○ پیڈسٹل ○ ٹیبل کم پیڈسٹل ○ اگزاسٹ فین
خوبصورت پائیدار اور کم خرچ بے آواز
دستیاب ہیں۔
فون ۴۳۴۷
۵۵۲۷